


ما المسیح ابن مریم الا رسول

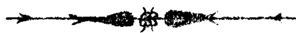
ابطال الوہیت مسیح

مصنفہ جناب حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب

مصنف کتاب فصل الخطاب و تصدیق براہین احمدیہ

و

رد تناسخ و رسالہ نورالدین وغیرہ



مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں باہتمام حاجی

حافظ حکیم فضلدین طبع

ہوا۔

ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء




بار دوم — تعداد اشاعت ۴۰۰ — قیمت ۱ر

فہرست کتب موجودہ و زیر طبع

یہ کتابیں بذریعہ وی پی حاجی حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے مل سکتی ہیں

مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نام کتاب	زبان	قیمت
براہین احمدیہ حصہ اول اشتہار انعامی دس ہزار	اردو	۵ر
" چہارم تفسیر چند آیات و رد آریہ و عیسائی	"	ـــہ
سرمہ چشم آریہ - آریوں کے رد میں	"	۱۲ر
برکات الدعا	"	۲ر
آئینہ کمالات اسلام مع تبلیغ و حقیقت اسلام و تبلیغ رسالت حقہ -	عربی اردو اندر ترجم	عـ
انوار الاسلام - عبداللہ آتھم کی پیشگوئی پوری ہونے کی تفصیل و رد عیسائی -	اردو	۴ر
نسیم دعوت - رد آریہ	"	۳ر
سناتن دھرم - رد آریہ	"	۰ر
کتاب البریۃ - سوانح حضرت اقدس و چند پیشگوئیوں کا پورا ہونا -	"	عہ
ایام الصلح - دعویٰ مع دلائل و پیشگوئی طاعون	"	۸ر
ایام الصلح	فارسی	۸ر
اربعین نمبر ۱ و ۲ - نشان صداقت مرسلین اور	اردو	۱۰ر
" نمبر ۳ و ۴ - لوگوں کو ایک نعمت کیطرف دعوت	"	۳ر
حضرت اقدس کا ریویو - عبداللہ چکڑالوی و محمد حسین بٹالوی کے مباحثہ پر -	"	ـــر
روئداد جلسہ دعا - ٹرنسوال کی فتح کے لئے دعا اور حضرت اقدس علیہ السلام کا لیکچر	"	۲ر
استفتاء - لیکھرام کا قتل پیشگوئی سے ہوا -	"	۲ر

نام کتاب	زبان	قیمت
نور القرآن حصہ اول و دوم - رد عیسائی -	اردو	۶ر
ستارہ قیصرہ - شکریہ سلطنت ملکہ معظمہ قیصرہ	"	۰ر
تحفہ قیصرہ - ہند اور اسکو دعوت حق		۲ر
مجموعہ آمین حضرت اقدس کے تینوں صاحبزادگان کی آمین	"	۰ر
کرامات الصادقین تفسیر سورہ فاتحہ -	عربی	۸ر
حمامۃ البشریٰ - ثبوت وفات مسیح و رسالت خضر	"	۸ر
حمامۃ البشریٰ	مترجم اردو	۸ر
سیرۃ الابدال - مقربین کے علامات	عربی	۱ر
سچائی کا اظہار - رد عیسائی	اردو	۰ر
نور الحق حصہ اول و دوم - رد عیسائی و پیشگوئی خسوف کسوف رمضان کا ثبوت و تفصیل	عربی مترجم اردو	۱۴ر
تحفہ بغداد - ایک بغدادی مولوی کے خط کا جواب	عربی	۲ر
سراج منیر - چند پیشگوئیوں کے پورا ہونیکی تفصیل	اردو	۴ر
در ثمین اشعار تصانیف حضرت اقدس سے انتخاب -	اردو فارسی	۵ر
در ثمین مجلد	"	۶ر
" صرف اشعار اردو	اردو	۱ر
تحفۃ المہدی - آنیوالا مہدی کا سکا رہی ہے یا خونی -	"	۲ر
شرائط بیعت عشرہ مع تکمیل تبلیغ و عبارت جو بیعت کے وقت پڑھائی جاتی ہے -	"	ـــ
اعجاز المسیح - تفسیر سورہ فاتحہ اور پیر گولڑوی کو اسکی نظیر بنانے کی تحدی -	عربی مترجم فارسی	۱۲ر
تحفہ حق - رد آریہ	اردو	۶ر

ازالہ اوہام حصہ اول و دوم جواب معترضین وفات مسیح و حقیقت دجال و یاجوج ماجوج و تفسیر چند آیات۔	اردو	۴ر
فتح اسلام۔ دعویٰ خود و ذکر تیج شلخ۔	"	۰۲ر
توضیح مرام۔ حقیقت نزول ملائک و تفسیر چند آیات	"	۰۴ر
اتمام الحجۃ۔ مولوی رسل بابا امرتسری کو تحدی۔	عربی اردو	۲ر
حجۃ الاسلام۔ رد عیسائی۔	اردو	۱ر
انجام آتھم۔ رد نصرانیت و علماء کو دعوۃ۔	عربی اردو	عہ
حجۃ اللہ۔ رد شیعہ وغیرہ۔	عربی مترجم	۶ر
تقریر جلسہ اعظم مذاہب مہوتسو لاہور۔ مقصد حیات انسان و حقیقت اسلام و حیوان سے انسان بننے و انسان سے با اخلاق انسان بننے و با اخلاق انسان سے باخدا انسان بننے کی تفصیل و تفسیر چند آیات۔	اردو	۳ر
فیصلہ آسمانی۔ دعا کے ذریعہ مخالفین سے فیصلہ کرنے کی تفصیل۔	"	۰۲ر
دافع البلاء۔ طاعون سے بچنے کا طریق۔	"	۱ر
ضیاء الحق۔ رد عیسائی۔	"	۲ر
نشان آسمانی۔ گذشتہ اولیاء کی پیشگوئیاں مسیح موعود علیہ السلام کے لئے۔	"	۳ر
سر الخلافہ۔ رد شیعہ۔	عربی	۸ر
شہادۃ القرآن۔ حضرت اقدسؑ کے مسیح موعودؑ ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے	اردو	۴ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	"	۲ر
ضرورۃ الامام۔ امام کی ضرورت و اپنا ثبوت مع مقدمہ	"	۲ر
رسالہ جہاد مع ضمیمہ ممانعت جہاد پر۔	"	۱ر
راز حقیقت۔ ثبوت قبر حضرت عیسیٰ سری نگر کشمیر	"	۱ر

ست بچن۔ رد آریہ و سکھ	اردو	۱۰ر
آریہ دھرم۔ رد آریہ	"	۴ر
مواہب الرحمٰن۔ نشانات صداقت حضرت اقدسؑ و پیشگوئیوں کا پورا ہونا۔	عربی مترجم	۶ر
اعجاز احمدی۔ مباحثہ موضع مد کا ذکر اور مولوی ثناء اللہ کو تحدی۔	عربی اردو	۳ر
کشتی نوح۔ طاعون سے بچنے کا طریق۔	اردو	۳ر
خطبہ الہامیہ۔ قربانی کی اصل حقیقت و ثبوت خود و تفسیر چند آیات۔	عربی مترجم اردو	عہ
تحفہ گولڑویہ۔ مفتری و صادق میں ما بہ الامتیاز۔	اردو	۱۰ر
تحفہ غزنویہ۔ جواب اشتہار مولوی عبد الحق غزنوی	"	۲ر
تحفہ ندوہ۔ ندوۃ العلماء کو تبلیغ۔	"	۰ر
الہدیٰ۔ اخبار المنار کا جواب اور اسکو تحدی	عربی مترجم	۱۲ر
تریاق القلوب۔ چند پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی تفصیل	اردو	۱۲ر
جنگ مقدس۔ مباحثہ حضرتؑ ہمراہ عبد اللہ آتھم عیسائی۔	"	۷ر
الحق بحث لودھیانہ۔ مابین حضرت اقدسؑ و مولوی محمد حسین بٹالوی لودھیانہ میں۔	"	۸ر
تذکرۃ الشہادتین مع رسالہ عربی و علامات المقربین۔ اپنی جماعت کو دونوں شہیدوں کے ایمان کے نمونہ کی طرف تحریص و ترغیب۔	"	۵ر
کشف الغطاء۔	"	۲ر

زیر طبع

براہین احمدیہ حصہ دوم و سوم	اردو
خلافت راشدہ رد شیعہ	"
مسیح ہندوستان میں۔ الحق مباحثہ دہلی	"
منن الرحمٰن۔ عربی اردو۔ البلاغ۔ فریاد درد	"
ترغیب المومنین۔ عربی مترجم۔ نزول المسیح	"
نجم الہدیٰ۔ چار زبان عربی فارسی انگریزی	"

تحفۃ النور۔ عربی اردو۔ الفرقان۔ رد شیعہ۔ اردو

در تصحیح عربی مترجم

الفضل الوصیت فی اردو ۱/

کتاب	زبان	قیمت
تصدیق براہین احمدیہ - رد آریہ -	اردو	۱۲
ردتناسخ - رد آریہ	"	۲/
نور الدین جواب ترک اسلام - رد آریہ	"	۸/
رد نسخ و شیعہ -	"	۲/
فصل الخطاب - رد عیسائی	"	[illegible]

مصنفہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب

کتاب	زبان	قیمت
لیکچر بر گناہ -	اردو	۱/
سیرۃ مسیح -	"	۸/
دعوۃ الندوہ -	"	۱/

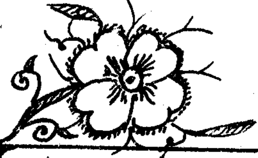
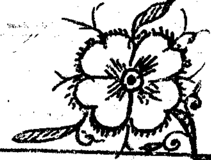
کتاب	زبان	قیمت
اعلام الناس حصہ دوم -	"	۶/
شمس بازغہ - رد کتاب گولڑوی -	"	عہ
...ک الشک - چند اعتراضوں کا جواب	"	۱/
تحذیر المومنین -	"	۸/
احسن الکلام -	"	۱۰
سواء السبیل نمبر ۲	"	۱/
مسک العارف - چہل حدیث بتصدیق حضرت	"	۱/
ایقاظ النائمین	"	۱/
آیات الرحمٰن - رد عصائے موسیٰ	"	۸/
صیانۃ الناس -	"	۱/
صیان القرآن - رد چکڑالوی	"	۳/

کتاب	زبان	قیمت
الانذار - اردو - ۴/ - لیکچر اسلام	اردو	۱۰
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا -	"	۱/
پنج ارکان اسلام منظوم	"	۱/
سخن معقول منظوم - اردو ۰ - دعوۃ ملک	"	۱/

کتاب	زبان	قیمت
عسل مصفّٰے - مصنفہ مرزا خدا بخش صاحب	اردو	[illegible]
وفات نامہ مسیح مع پیشگوئی لیکھرام و آتھم	نظم پنجابی	۴/
وفات مسیح - پسندیدہ حضرت اقدس ع -	"	۲/
محاسن احمدی - عورتوں کیلئے مفید -	"	۱/
عاقبۃ المکذبین - چمکار حق - کاسر الصلیب	"	۱/
	"	۳/
دعوۃ الحق نمبر ۱ - رد عیسائی -	"	۲/
قاعدہ یسرنا القرآن -	"	۴/
واقعات صحیحہ مع ضمیمہ متعلق فرار پیر گولڑوی -	"	۴/
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ لاہور -	"	۸/
حمائل و قرآن مجید مترجم و غیر مترجم -	از ۱۲ /	تا عہ
رسالہ فضل حق - اردو ۱/ - دعوۃ الحق مع ضمیمہ	اردو نظم	۱/
تائید حق - اردو ۴/ - سلاسل التعلیم -	عربی	۲/
سیرۃ النبی عربی مترجم اردو ۰ - سلاسل الفضائل	مترجم اردو	۶/
قرآن مجید مطبوعہ رزاقی ۱۱ مہری نقل نظامی ۰ مہری	قیمت	[illegible]

کتاب	زبان	قیمت
تفسیر القرآن بالقرآن پارہ اول -	اردو	۶/
تفسیر سورہ فاتحہ یعنی ذکر الحکیم نمبر ۲ -	"	۴/
تفسیر القرآن بالقرآن پارہ عم -	"	۲/
ذکر الحکیم نمبر ۳ - ۲/ - مفتاح القرآن	"	۴/
مفید عام - ڈاکٹری بے نظیر کتاب ۳ جلد	"	صہ
مفید النساء و الصبیان - ڈاکٹری کی کتاب	"	۲/
تشخیص الامراض	"	[illegible]

... اسکی تعریف کی حاجت نہیں کہ اسکا نام ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم مع التسلیم

حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا ابطال

اس مضمون پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور مسیح کے انسان رسول ہونے پر دلایل بیان کیے ہیں مگر قرآن نے نہایت ہی سیدھی اور صاف راہ اس مسئلہ میں اختیار فرمائی ہے اور کہا ہے ۔
مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ +
س ٦ سورہ مائدہ ع ۔ مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہے جس سے پہلے بھی رسول ہو گذرے ہیں ۔ اور اسکی ما ایک نیکبخت عورت ہے دونوں کھانا کھایا کرتے ۔ دیکھ ان لوگوں کے لیے ہم کیونکر سچے نشان کھولکر بیان کرتے ہیں ۔ پھر دیکھ کہاں بہکے جاتے ہیں +

قرآن جو خالق فطرت کا کلام ہے انسان کو فطرۃ کے قانون پر توجہ دلاتا ہے یکسی بھول بھلیاں فلسفیانہ اور منطقیانہ دقیق اور غیر قابل فہم دلیل سے بلکہ سنّۃ اللہ کے روزمرہ کے مشہودہ دلائل سے سادہ طبیعت کج فہم انسانوں کو جتاتا ہے کہ مسیح اک رسول مثل اگلے رسولوں کے تھے ۔ اسکی ایک ماں تھی ۔ وہ کھانا کھایا کرتے اور یہ سہ گانہ امور ایسے ہیں جنسے کوئی عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتا ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عوارض اور صفات ایسے ہیں جو نوع انسان کو ہی لاحق ہوا کرتے ہیں اور یہی عوارض اور صفات ہیں جو انسان کو حوائج اور ضروریات جسمانی کی تحصیل وتحصل میں مبتلا کرتے ہیں اور یہی افتقار و نیاز اسکی مخلوق اور محتاج اور عبد ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ سچ ہے جو کھانے کا محتاج ہوا وہ ساری مخلوق کا محتاج ہوا ۔ اور اللہ تعالے غنی مطلق ہر احتیاج سے پاک اور ہر عیب سے مبرا ہے ۔ غرض ایک میں احتیاج ہے اور دوسرے میں غنیٰ ۔ اور ظاہر ہے کہ صفات ولوازم کے اختلاف سے ملزوم و موصوف کا اختلاف سمجھا جاتا ہے ۔ ہم پتھر کو نباتات سے علیحدہ پتھر کے لوازمات وصفات سے یقین کرتے ہیں ۔ اور نباتات کو پتھر سے الگ اسکے لوازمات وصفات سے حضرت مسیح میں انسان ہونےکے لوازمات وصفات نے حضرت مسیح کو انسان ثابت کیا ۔ اور رسالت کے لوازمات نے مثلاً موید و منصور ہونا اعدا کا ناکام ہونا نے رسول ۔ اور اس امر نے کہ الوہیت کے لوازمات مثلاً غنیٰ ۔ خالق ہونا وغیرہ مسیح میں نہیں پائے جاتے ۔ اسواسطے وہ

اس واسطے وہ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے ✦ ان بیانات سے حضرت مسیح کی انسانیت اور مخلوقیت تو صاف عیاں ہے۔ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا ماننے والو مسیح کی خدائی کہاں سے نکل پڑی۔ اگر وہ ایک مخفی اور غیب الغیب راز ہے تو ایک خیال اور وہم سے بڑھکر اس کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ کوئی زبردست اور بڑی قوی دلیل اسکے خدا بنانے میں درکار ہے کیونکہ مکلف انسان۔۔۔ ایک ایسے مسئلہ میں جو اصول ایمان اور نجات اُخروی سے تعلق رکھتا ہے۔ کبھی مضبوط اور غیر مذبذب اعتقاد نہیں رکھ سکتا۔ جبتک کسی روشن دلیل نے اسکے دلکو مطمئن نہ کردیا ہو۔ اور اگر الوہیت مخفی اور ناگفتنی اسباب پر مبنی ہے تو ہر۔۔۔۔ شخص کہہ سکتا ہے کہ میں بھی مجسم خدا ہوں۔ اور تمام دنیا کی بُت پرست قوموں نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے مقدس لوگ خدائے مجسم تھے اور خدا تعالیٰ نے باغراض مختلفہ جامہ جسمانی پہنا۔ جائے غور اور انصاف ہے کہ مسیح میں کونسی خصوصیت اور ترجیح ہمیں اسبات کے یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ مسیح تو خدائے مجسم تھا اور باقی اوتاروں کے مرید اپنے دعویٰ میں صادق نہ تھے قرآن کہتا ہے۔ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ س۱۱ سریونس ۔۶۔ ✦ انھوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔ وہ پاک غنی ہے زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے ایسی باتوں کی تمھارے پاس کوئی دلیل نہیں کیا اللہ پر باتیں بناتے ہو جنکا تمکو علم نہیں ✦

مسیح علیہ السلام کو خدائے مجسم ماننے والوں نے دو دعوے کیے ہیں۔ اوّل یہ کہ مسیح خدا تھے اور دوم یہ کہ مسیح انسان تھے۔ کیا معنی مسیح جامع الوہیت و انسانیت تھے۔ مسیح کا انسان ہونا تو حسب نشان آیت اولیٰ و ثانیہ امر مسلم ہے کیونکہ مسیح بھی رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ اگر اُنھوں نے معجزے دکھائے تو اسی قسم کے نشانات حضرت موسیٰ اور ایلیا اور الیشع وغیرہ نے بھی دکھلائے مسیح کی ما ✱ تھی اور وہ دونوں کھاتے پیتے تھے۔

✱ ہر ایک شخص کی شہرت کبھی اُسکے نامی گرامی والد کے باعث ہوا کرتی ہے اور کبھی اُسکی والدہ ماجدہ کے باعث اور کبھی اُسکے ذاتی جوہروں کیوجہ سے۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ یروشلم میں بطور نذرانہ رکھی گئیں۔ وہاں اپنی خالہ زکریا کی بی بی کے پاس پرورش پائی۔ تمام یہودی قوم ہر سال یروشلم میں آتی اور صدیقہ مریم علیہا السلام کو وہاں دیکھتی اسلیے اُنکی ان سے اچھی واقفیت تھی۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو ابن مریم کہتی

ہاں خدا ہونیکی دلیل چاہیے قرآن نے بھی کہا ہے تمھارے پاس کوئی دلیل مسیح کے خدا ہونے پر نہیں تو پھر کیوں مدعی الوہیت مسیح ہوئے ہو چنانچہ آیت بالا کے مضمون سے واضح ہے جسطرح حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا ابطال کیا ہے ایسے ہی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابن اللہ خدا کے بیٹا بنانے کے بڑے عقیدہ کو اس طرح باطل ٹھیراتا ہے اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ س انعام ۶-۱۰۶ اس کے کہاں سے بیٹا ہوا اس کا تو کوئی ساتھی نہیں اسنے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ اور وہ کل چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یہی تمھارا رب ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں کل اشیا کا خالق ہے اسکی عبادت کرو اور وہ سب کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں یا آنکھیں گھیر نہیں سکتیں اور وہ آنکھوں کو پاتا یا ان کا احاطہ کرسکتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔ گویا قرآن کریم کہتا ہے مسیح ابن اللہ کن معنوں پر ہیں آیا عرفی اور حقیقی معنوں پر مسیح ولد اللہ یا کسی اور معنوں پر اگر عرفی اور حقیقی معنوں میں ہے یہ تو صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں سیدہ مریم علیہا السلام کو خدا کی جورو اور اس کا ساتھی ماننا ضروری اور لازمی امر ہے اور تمام عیسائی اور ساری عقلاء سیدہ صدیقہ مریم کا اللہ تعالیٰ کا صاحبہ ہونا اعتقاد نہیں رکھتے اگر مجازی معنی ولد اللہ ابن اللہ کے لیتے ہو اور حقیقی اور عرفی معنی نہیں لیتے ہو تو مجازی معنی نہایت وسیع ہیں ولد اللہ کے معنی خدا کے مجسم خدا کے ساتھ ذاتاً متحد ہستی تجویز کرنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنی لوگے اور مسیح کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہوگے تو ضرور ہوگا کہ مسیح ذات و صفات میں خدا ہو خدا کے برابر۔ اور صفت معبودیت اور صفت خلق اور علم وغیرہ میں جو انسانی جسم کے لحاظ سے نہیں خدا کے سے صفات رکھتا ہو۔ مگر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ صفات کاملہ خدا کیطرح موجود نہ تھیں غور کرو۔

پہلی صفت کاملہ صفات میں سے علم کامل ہے۔ یہ صفت بھی حضرت مسیح علیہ السلام میں پوری پوری موجود نہ تھی خود حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ مگر ”اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا“ مرقس ۱۳ باب ومتی ۲۴ باب و اعمال ۱ باب ۷ متی ۲۶ باب ۳۰۔ **دوسری** صفت معبود ہونا۔ خود حضرت مسیح علیہ السلام نمازیں پڑھتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ کیا معنی عابد تھے معبود نہ تھے۔ **تیسری** صفت خلق کل شیٔ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ داہنے بائیں بٹھانا میرا کام نہیں مگر انھیں کو جنکے لیے میرے باپ سے تیار کیا گیا۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔ **چوتھی** صفت لا تدرکہ الابصار مسیح

ایسے ہی مشہود و محسوس صورت شکل والے انسان تھے جیسے اور انسان ہوتے ہیں البتہ ذرہ جسیم بر وجسیم نہ تھے۔ جسحالت میں یہ صفات کاملہ جو اکثر جسمیت کے لحاظ سے نہیں ہوا کرتیں مسیح علیہ السلام میں نہ تھیں تو مسیح خدا کے بیٹے کیسے ہوسکیں گے ۔

ایک نادان عیسائی مفسر نے جسکو خواہ مخواہ بدزبانی اور دھوکا دہی کی وہت ہی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یوحنا ۱۲ باب ۷ سے معلوم ہوتا ہے مسیح سب کچھ جانتا تھا۔ الا جہاں کہا میں نہیں جانتا وہ اسلیے کہا کہ اسے اس موقعہ پر اظہار مطلوب نہ تھا۔ مگر میں کہتا ہوں اگر اظہار مطلوب نہ تھا تو جھوٹھ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں صاف نہ فرمایا کہ یہ اسوقت اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ سب کچھ کا لفظ کتب مقدسہ کے محاورہ پر عموم محیط کے معنے نہیں دیتا۔ جیسا اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۷۲ - اور ۱۸۲ سے ظاہر ہے۔ پس یوحنا کا ۲۱ باب ۱۷ میں یہ کہنا کہ مسیح سب کچھ جانتا تھا اس امر کا مستلزم نہیں کہ محیط کے معنی رکھتا ہو۔ اظہار عیسوی میں بجواب اس سوال کے کہ کتاب اعداد کے ۳۱ باب ۷ میں لکھا ہے۔ انھوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی جیسے یہواہ نے موسیٰ سے فرمایا تھا۔ اور ان کے سارے مردوں کو قتل کیا۔ اور قاضیوں کے ۶ باب اور ۲ میں ہے کہ تخمیناً دو سو برس بعد اس حادثہ کے مدیانیوں نے سات برس تک سب بنی اسرائیل کو مغلوب رکھا۔ پس ان دونوں میں بڑا تعارض ہے کیونکہ سب مدیانی مارے گئے تھے تو یہ قوت مدیانیوں میں کہاں سے آگئی۔ اور بجواب اس سوال کے کہ (خروج ۹ باب ۶ میں ہے) مصریوں کے سب مویشی مر گئے اور آیت ۲۰ میں ہے کہ فرعون کے نوکروں میں ہر ایک جو یہواہ کے کلام سے ڈرتا تھا اپنے نوکروں اور مویشیوں کو گھروں میں بھگا دیا۔ بھلا جب سب مویشی مصریوں کے مر گئے تو فرعون کے نوکروں کے لیے مویشی کہاں سے آگئے۔) ان دونوں سوالات کے جواب میں پادری بٹھا کر داس نے اظہار عیسوی میں لکھا ہے کہ سب کچھ کا لفظ عموم محیط کے معنے نہیں دیتا۔ یعنی سب کچھ کے کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی مدیانی بھی نہ رہا اور کوئی بھی مویشی باقی نہ رہا ہو بلکہ یہ معنی ہیں کہ اکثر مدیانی مارے گئے اور اکثر مویشی ہلاک ہوئے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ درست ہے تو اسیطرح جہاں یوحنا ۱ باب ۳۔ اور متی ۱۱ باب ۲۷ نے کہا حضرت مسیح علیہ السلام سب کچھ جانتا تھا اسکے بھی یہی معنی ہیں کہ اکثر جانتے تھے عموم محیط کے معنی نہیں ایسے ہی یوحنا ۱۰ باب ۸ میں ہے۔ سب جتنے مجھ سے پہلے آئے چور اور بٹمار تھے یہاں بھی سب کا لفظ عموم محیط کے معنی نہیں دیتا کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد حضرت ابراہیم اور حضرت ایوب علیہم الصلوٰۃ والسلام چور او بٹمار نہ تھے ۔

ایک اور طرز جو نہایت قابل غور ہے کسی چیز کا کسی چیز سے ہونا تین طرح ہوسکتا ہے اوّل

خالق سے مخلوق کا ہونا کہ خالق نے اپنی کامل طاقت پوری قدرۃ سے ایک ہی ایک چیز کو پیدا کردیا۔ دوم ایک چیز کے دو یا کئی ٹکڑے ہو جاویں تو ہم کہدیں یہ ٹکڑے فلاں چیز سے پیدا ہو گئے۔ سوم کیمیاوی طور سے دو چیزوں کے میل سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاوے اب کسی کے ولد اور ابن پر اگر ہم نگاہ کریں کہ دو کے میل سے تیسرا پیدا ہو جاوے تو ظاہر ہے کہ قانون کے نظارہ میں بیٹے کا باپ سے پیدا ہونا یوں ہوا کرتا ہے کہ دو یعنی نر و مادہ باہم ملیں اور جنین بنے۔

اب اس تمہید کے بعد گذارش ہے۔ غور کرو قرآن کریم کسطرح حضرت مسیح وغیرہ بزرگان کو خدا کا بیٹا کہنے پر ملزم ٹھیراتا ہے انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ کیا معنی۔ نادانو! کسیکو خدا کا بیٹا ماننے والو۔ اگر یہ لوگ جنکو تم بیٹا کہتے ہو آپہی مخلوق ہیں تو کوئی مقام بحث نہیں اور اگر خدا کے ٹکڑے ہیں تو اسکے تم قائل نہیں۔ تو الد کا اعتقاد اور کسیکے بیٹا کہنے کا مدار تو قانون قدرۃ کے نظارہ میں اس بات پر موقوف ہے کہ دو چیزیں آپسمیں ملیں اور انسے تیسری چیز پیدا ہو جاوے۔ تمنے صرف اللہ تعالیٰ سے بدون اسکے صاحبہ ماننے کے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کیسے مان لیا۔

عیسائی مانتے ہیں کہ ازل سے اکیلے باپ سے حضرت مسیح ازلی بیٹا ہوا اور وہاں صاحبہ کوئی نہ تھی۔ بدون دوسری چیز کے ایک چیز سے تو الد نہیں ہوا کرتا۔ خلق ہو سکتا ہے۔

ایک اور قرآنی دلیل ہے جو حضرت مسیح کے ابن اللہ ہونیکو باطل کرتی ہے

وخلق کل شئ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حسب تسلیم اُن لوگوں کے جو کسی بزرگ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے اور جو چیز خالق ہو وہ باپ اور جو بیٹا ہوا ہے باپکی مخلوق نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ بیٹے کا ہونا طبعی امر ہے اور قدرۃ اور ارادہ سے باہر ہوا کرتا ہے اور خالق ہوتا اختیار اور ارادہ کا مثبت ہے۔ جیسے عیسائی خود مانتے ہیں کہ بیٹا نجات کے واسطے ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے اس ارادہ سے نکالا کہ نجات ہو۔

ایک اور دلیل وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کسی بزرگ آدمی کو خدا بیٹا ماننے والے اللہ تعالیٰ کو ہر شئے کا عالم یقین کرتے ہیں۔ ایسا کامل علم اور ایسی محیط سمجھ چاہتی ہے کہ فاعل خالق بالارادہ ہو کیونکہ شعور و علم ہی طبعی افعال اور خلق میں امتیاز بخش ہے۔ طبعی افعال میں شعور اور ارادہ نہیں ہوا کرتا ہے ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کرکے قرآن فرماتا ہے بدیع السموات والارض انی لہ یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ وخلق کل شئ وهو بکل شئ علیم ۵

اور ایک اور جگہ قرآن کریم فرماتا ہے وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحنہ ہو الغنی لہ ما فی السموات وما فی الارض ان عندکم من سلطن بہذا اتقولون علی اللہ مالا تعلمون ۔ اسجگہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے سوا کسی اور بزرگ کے بیٹا ہونیکو اللہ تعالےٰ اسطرح باطل فرماتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور احتیاج سے پاک ۔ اور کسیکا بیٹا ہونا اللہ تعالےٰ کے غنی اور بے پروائی کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا تو ولد اسلیے ہوگا کہ وہ پاکذات آپ کسی کام سے عاجز ہو گئی ۔ مثلاً اپنے عدل کے لحاظ سے کسیکو نجات نہیں دیسکتا تھا اسواسطے اسکو ضرورۃ پڑی کہ جیسے عیسائیونکا اعتقاد ہے کہ اسکا بیٹا ہو جو نجات دلاسکے یا بیٹا اسلیے کہ اسے اپنا جانشین بنانے کی ضرورت پڑی اور بالکل ظاہر ہے کہ بیٹا باپ سے اصل میں مساوی ہوا کرتا ہے مگر چونکہ بیٹا بیٹا ہونے میں باپ کا محتاج ہے پس اگر مسیح علیہ السلام خدا تعالی کے معاذ اللہ بیٹے ہوتے تو غنی اور بے پروائی میں باپ کے مساوی ہوتے مگر بیٹا ہو کر احتیاج سے پاک نہیں ٹھہر سکتا پھر ذات باریتعالے ترکیب سے پاک ہے کیونکہ مرکب ترکیب کرنیوالیکا محتاج ہوا کرتا ہے ۔ جب مرکب تھوا تو بیٹا ہونا بعدیت کو چاہتا ہے اور ازلی بیٹا ہونا بعدیت کے خلاف ہے۔

عیسائیوں نے جسقدر **دلائل** مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے اثبات میں جو ایک منشاء الوہیت مسیح ہی بیان کیے ہیں سب کے سب سادہ اعتقادی پر مبنی ہیں اس لیے ضعیف و بیکار ہیں۔ میں بے عیب واحد خدا کی مدد سے ان دلائل کو بیان کرکے انپر جرح کرتا ہوں ۔ بڑے بڑے دلائل مسیح کی الوہیت پر اور تثلیث پر جو مسیح کی الوہیت کا ایک سرچشمہ ہے یہ ہیں۔

پہلی دلیل مسیح کی الوہیت پر **تثلیث** ہے ۔ اب تثلیث کے دلائل اور انکا ابطال سُنیے۔

پہلی دلیل ۔ توریت شریف کا پہلا جملہ ۔ برا الوہیم ۔ برا فعل ہے ۔ اسکے معنی پیدا کیا۔ الوہیم ۔ اس کا فاعل ہے عیسائی مذہب کے لوگ اس جملہ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں کیونکہ برا فعل واحد اور الوہیم اسکا فاعل جمع ہے اور اسمیں تثلیث کا اشارہ پایا جاتا ہے ۔ **اس دلیل** پر جرح الوہیم نکلا ہے الوہ سے اور الوہ معبود برحق اور معبود باطل دونوں پر بولا جاتا ہے الہیم جمع ہے الوہ کی ۔ پس اسکے معنی معبودان باطل اور معبودان برحق کے ہونگے الوہ کی جمع الہیم کا لفظ قاضیوں اور سرداروں اور فرشتوں اور بادشاہوں پر بھی بولا گیا ہے جمع کے معنے اسمیں لازمی اور ضروری نہیں الوہ بمعنی معبود برحق ۔ نحمیاہ ۔ ۹ باب ۱۷ ۔ الوہ بمعنی معبود باطل ۔ دانیال ۱۱ باب ۳۷ و ۳۸ ۔ ۲ تاریخ ۳۲ ۔ ۱۵ ۔ حیقوق ۔ ۱ ۔ ۱۱ ۔ ایوب ۱۲ ۔ ۶ ۔ الوہیم جو الوہ کی جمع ہے ۔ واحد حقیقی شخصی پر بھی بولا گیا ہے موسی کو خروج ، باب ۱ ۔ او خروج ۴ باب ۱۶ میں الہیم کہا گیا ۔ خدا کہتا ہے مینے تجھے اے موسی فرعون کے لیے

الہیم بنایا۔ اور ہارون کے لیے الوہیم بنایا۔ الوہیم بمعنے جمع معبودان باطل کے واسطے۔
استثنا ۱۳-۱۷-۲-۳۲-۹ و ۳ قضات - ۵ - ۸ - ۱۰ - ۱۴ -- ۱ سلاطین ۹ - ۲ -
۲ سلاطین - ۱۹ - ۱۸ -- ۱ تاریخ ۵ - ۲۵ -- ۲ تاریخ ۱۳ - ۹ - ۱۵ - ۴ - ۱۴ - زبور ۹۷
۷ زبور ۱۳۶ - ۲ - یرمیاہ - ۲۵ - ۱۱ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۶ - ۲۰ - الوہیم بمعنی بادشاہان و سرداران
و قاضیان - خروج ۲۲ باب ۲۸ آیت استثنا ۱۰ - ۱۷ - زبور ۸۲ - ۱ - ۱۳۸ - ۱ -
پیدایش ۶-۲ و ۴ خروج ۲۱ - ۶ - ۲۲ - ۸ - ۲۲ - ۹ - الوہیم بمعنی فرشتہا - ۱ سموئیل ۲
۸ - ۲۸ - ۱۳ -- ۲ سموئیل ۷ - ۱۳ - زبور ۸۲ - ۶ - ۸ - ۵ - الوہیم بمعنی خدا واحد حقیقی
پیدایش ۱-۱ -- ۱ سلاطین ۱۸ - ۲۴ - ۹ ۳ - معبودان باطل اور بادشاہوں اور
سرداروں اور قاضیوں اور فرشتوں پر اکثر بمعنی جمع آتا ہے اور کبھی بمعنی واحد اور معبود برحق
پر ہمیشہ بمعنے واحد حقیقی آتا ہے۔ علاوہ بریں اگر اشارات ہی سے ثابت کرنا چاہتے ہو تو
پہلے تثلیث کو اور دلائل سے ثابت کرلو پھر اشارات سے اسکی تقویت کرو۔ (تنبیہ) صریح
تثلیث کا اعتقاد کتب مقدسہ سابقہ میں نہیں۔ اگر ایسے ہی وہمی اشارات سے اسکا ماننا باعث
نجات ہے جیسے خوش عقیدہ عیسائیوں کا خیال۔ تو عیسائی انصاف سے سنیں اور مسلمانوں
کو نجات یافتہ یقین کریں۔

قرآن میں متعدد جگہ باری تعالی کی ذات بابرکات کو بصیغہ جمع تعبیر فرمایا ہے دیکھو انا
نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون س۱۴ سر حجر - ع - ۱ - بیشک ہم ہی نے اس قرآن
کو اتارا ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان ہیں نحن خلقناکم فلولا تصدقون س۲۷ سر واقعہ
ع ۲ - ہم ہی نے تمکو پیدا کیا پھر تم تصدیق نہیں کرتے۔ نحن قدرنا بینکم الموت
وما نحن بمسبوقین س ۲۷ سر واقعہ - ع - ۲ - ہم ہی نے تم میں موت کو مقدر کیا۔ اور
ہمکو کوئی جیت نہیں سکتا۔ اور مسلمان قرآن کے تمام جملوں پر ایمان لائے ہیں موسیٰ اور
ابراہیم وغیرہ انبیا اگر ایسے ہی مجمل یا نا تمام الوہیم کے جملہ میں الوہیم کو جمع بولنے سے نجات
پاگئے تو مسلمان باریتعالی کی ذات واحد پر جمع کے کلمات بولنے سے کیوں نجات نہ پاوینگے
رہا تفصیلی ایمان اول تو وہ عیسائیوں کو بھی حاصل نہیں کیونکہ وہ تثلیث اور الوہیت کے بھید
کو سمجھنے کے لیے انسانی عقل کو قاصر خیال کرتے ہیں مسیح سے پہلوں کو کیونکر حاصل ہوگا۔ دوم
کتب سابقہ میں تفصیل موجود نہیں۔ بعد تسلیم ان سب مراحل کے عیسائیوں کی خدمت میں
عرض ہے مسیحی لوگو! نفس تثلیث یا جمع کے کلموں سے مسیح کی الوہیت کو کیا تعلق ہے۔

دوسری دلیل ویومر یہواہ الوہیم ہن ہا آدم کاحد ممنو

ترجمہ کہا خدا نے ہوگیا آدم ہم میں سے ایک کی مانند۔ اس آیت سے تثلیث ثابت ہوئی
جواب اس ترجمہ میں کاحد کا ترجمہ ایک عام تراجم کے طور پر کیا گیا ورنہ اس کا ترجمہ حقیقت
میں یکہ ہے۔ ایوب ۲۳-۱۳- غزل الغزلات ۶-۹۔ اور ممنو کا لفظ مرکب ہے من اور ہو
سے ترکیب کیوقت عبری زبان میں جیسے عربی میں نون وقایہ ہوتا ہے ایک نون لاتے ہیں
اسلیے من ہو من نہو ہوگیا اور عبری میں ہا اور نون بدل جاتے ہیں اسلیے من ہو من نہو
بنکر ممنو ہوگیا۔ تین نون جمع ہونے سے پہلا نون میم سے بدل گیا اور باقی دونوں
ہاں دونوں نون ایکدوسرے میں مدغم ہوئے۔ تحقیقات بالا سے صاف ظاہر ہے کہ یہ
صیغہ غائب کا ہوا نہ متکلم مع الغیر کا جیسا عیسائیوں نے خیال کیا ہے۔ پس ممنو کا ترجمہ
ہوگا۔ ایمیں سے نہ ہم میں سے۔ دیکھو ممنو غائب کا صیغہ۔ پیدایش ۲-۱۷-و ۳-۴
۱۱-۱۷-۲۲-و ۲۳-۶-و ۶۶-۱۶-و ۴۸-۱۹- احبار ۲-۱۱ و ۳-۱۴ و ۴-۱۹-و ۵
۲-۳-۴ و ۶-۸ و ۷-۳- ۱۴-۱۵-۱۶-۱۸- و ۸-۱۱ و ۱۵-۱۶- خروج
۱-۹ و ۴-۲۶ و ۵-۸ و ۱۰-۶ ۲ و ۱۲-۹-۱۰- و ۱۴-۱۲- پس اس آیۃ کا ترجمہ
ٹھیک طور پر یہ ہوا۔ ہوگیا آدم یکہ ان میں سے۔ کیا مطلب آدم حیوانات سے ممتاز ہوکر
یکتا ہوگیا۔ ربی **شمعون** لکھتا ہے۔ کہ خدا نے کہا دیکھو وہ یکتا ہے نیچے والوں سے جیسا
میں یکتا ہوں اوپر والوں میں سے۔ (ت)

تیسری دلیل حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے پر۔ ابن اللہ کا
لفظ ہے جو حضرت مسیح کے حق میں الہی الہام میں بولا گیا۔ عیسائی کہتے ہیں جو ابن اللہ ہوگا وہ باپ
سے ذات میں ضرور متحد ہوگا۔ **جواب** ذیل کے محاورات سے صاف صاف ظاہر ہے کہ
ابن اور ابن اللہ کا لفظ توریت اور انجیل اور دونوں کے ضمیموں میں نہایت ہی وسیع معنے
رکھتا ہے۔ لفظ ابن کے محاورات دیکھنے ہوں تو دیکھو۔ متی ۲۳ باب ۳۷ یہودی یروشلم
کے بیٹے ہیں۔ لوقا ۱۹ باب ۴۴ یہود یروشلم کے لڑکے ہیں لوقا ۲۰ باب ۳۶ لوگ قیامت
کے بیٹے ہیں۔ اسلنیقیون ۵ باب ۵ تم نور کے بیٹے دن کے پتر ہو۔ یوحنا ۸ باب ۴۴
برے شیطان کے بیٹے ٹھہرے۔ ۱۷ باب ۱۲- ہلاکت کے فرزند۔ متی ۲۳- باب ۳۳ یہودی
سانپ کے بچے ہیں۔ جسطرح ان مقامات میں ابن کا لفظ صرف خاص تعلق اور مناسبت
کے واسطے بولا گیا اسیطرح ابن اللہ کا لفظ کیوں نہیں لیا جاتا۔

اب ہم اُن محاورات کو لکھتے ہیں جنمیں ابن اللہ کا خاص کلمہ وسیع ماں نہایت ہی وسیع معنوں
میں مقدسہ کتب نے لیا ہے۔ آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے لوقا ۳ باب ۳۸۔ شیث علیہ السلام

۲ شیث علیہ السلام خدا کے بیٹے پیدایش ۶ باب ۲ ۳ - اسرائیل علیہ السلام خدا کے بیٹے خروج ۴ باب ۲۲
۴ - افرائیم خدا کا پہلوٹھا بیٹا - یرمیاہ - ۳۱ باب ۹ و ۲۰ - انکے لیے خدا کی انتڑیاں مروڑی گئیں
۵ داؤد علیہ السلام خدا کے بڑے بیٹے - زبور ۸۹ - ۲۶ - و ۲۷
۶ سلیمان علیہ السلام خدا کے بیٹے - اتاریخ ۲۲ باب ۹ و ۱۰ و ۲۸ باب ۶
۷ قاضی مفتی خدا کے بیٹے زبور ۸۲ - ۶ ۸ تمام بنی اسرائیل خدا کے بیٹے - رومی ۹ باب ۴ استثنا ۱۴ باب ۳۲ باب ۱۹ - ۹ تمام حواری خدا کے بیٹے - ۱ یوحنا ۳ باب ۱
۱۰ سب عیسائی خدا کے بیٹے بلکہ سب مومن ایوحنا ۳ باب ۹ -
۱۱ سب یتیم خدا کے بیٹے زبور ۶۸ - ۵ - ۱۲ سب خاص و عام خدا کے بیٹے - متی ۵ باب ۹ و ۱۸ و ۷ باب ۱۱ و پیدایش ۶ باب ۴ - ۱۳ اشراف خدا کے بیٹے پیدایش ۶ باب ۲
۱۴ بدکار لڑکے یسعیاہ - ۳۰ باب ۱ - ان تمام مقامات میں ابن اللہ کا کلمہ یا صلحا اور نیک لوگوں پر بولا گیا ہے - یا ان لوگوں پر جن کے لیے سامان تربیت دنیا میں کم ہیں یا اشرافوں اور رؤسا پر - یا ساری مخلوق پر اور ان تمام جگہوں میں جتنے ابناء اللہ ہیں وہ سب کے سب صرف مخلوق ہی ہیں ان میں کوئی بھی خدائے مجسم نہیں خالص ابن انسان ہیں یا صرف انسان ✱ ان میں خدا کوئی بھی نہیں - پس بموجب ان محاورات کے اگر مسیح ابن اللہ بھی صرف انسان ہی ہوں خدا نہ ہوں تو ہمکو کونسی کلام مجبور کرتی ہے کہ ہم مسیح کو تو ابن اللہ یعنی خدائے مجسم کہیں اور اور لوگوں پر لفظ ابن اللہ کا اطلاق صرف انسان یا ابن انسان پر یقین کریں - کوئی ابن اللہ کا محاورہ خدائے مجسم کے لیے یقینی نہیں ثابت ہوا اور حضرت مسیح کا ابن انسان ہونا محاورات ذیل سے ثابت ہے -

متی ۱ باب یسوع ابن داؤد بن ابراہیم　　متی ۸ باب ۲۰ - ابن آدم - مسیح ہیں -
متی ۹ باب ۶ - ابن آدم انسان ہیں -　　متی ۱۶ باب ۱۳ - میں جو ابن آدم انسان ہوں کون ہوں
متی ۱۱ باب ۱۹ - انسان کا بیٹا کھاتا پیتا آیا -
اور وے کہتے ہیں - دیکھو کھاؤ اور شرابی خراج گیروں اور گنہگاروں کا دوست متی ۱۳ باب ۵۵

✱ - ہاں ایوب باب ۱ اور ۲ باب کی تفسیر میں انگریزی مفسر طامس اسکاٹ نے لکھا ہے کہ بنی اللہ یعنی خدا کے بیٹے جو یہاں لکھے ہیں انسے مراد پاک فرشتے اور دوسری جگہ ایوب ۳۸ باب میں جو بنی اللہ یعنی خدا کے بیٹے لکھے ہیں انسے مراد انبیاء مفسرین سمجھتے ہیں - یہ حاشیہ خاکسار نے سید گلاب شاہ کی خاطر کہا ہے کہ انکو فصل الخطاب کے اس فقرہ تمام انبیا خدا کے بیٹے ملائکہ خدا کے بیٹے ایوب باب ۱ و ۲ باب و ۳۸ باب کے حوالہ سے لکھے تھے - تحریر ہوا - نور الدین

بڑھئی کا بیٹا۔ ایسا ہے اور اناجیل میں مسیح کا ابن انسان ثابت ہونا ثابت ہے اور عیسائی لوگ بھی مسیح کے ابن انسان ہونے سے منکر نہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ابن انسان حقیقت میں وہی خدا تھا۔ جب اس نے جسم اختیار کیا تو وہی ابن اللہ کہلایا۔ اس تفصیل سے اسقدر تو واضح ہو گیا کہ مسیح پر ابن اللہ بولنے سے ابن کے حقیقی معنے مقصود نہیں کیونکہ ابن کے حقیقی معنوں میں لازم آتا ہے کہ مسیح خدا کے نطفے سے ہو۔ اور مریم صدیقہ خدا کی جورو بنیں الا یہ معنی بالکل صحیح نہیں صاف صاف غلط ہیں۔ نہ تو عیسائی مریم کو جورو مانتے ہیں نہ مسلمان بلکہ کوئی عقل والا اس امر کو جائز نہیں کرتا اسواسطے ابن اللہ کے حقیقی معنے اور اسکا عرفی مفہوم مراد نہو گا بلکہ اس کلمہ ابن اللہ کی کوئی اور معنی اور اسکا کوئی اور مفہوم اس عرفی اور حقیقی معنے کے ماورلے ہو گا۔

مرقس ۱۵ باب ۳۹ مسیح کو ابن اللہ لکھتا ہے اور لوقا اسی آیت کے بدلے ۲۳ باب ۴۷ مسیح کو اور نیک اور صالح لکھتا ہے یعنی بجائے ابن اللہ بار بولتا ہے۔ پس ہم دعوی کرتے ہیں کہ جہاں مسیح نے اپنی بنسبت ابن اللہ کہا وہاں یعنی باربلہ ہے خدائے مجسم نہیں لیا۔ کیا دلیل ہے جس کے باعث ہم مجبور ہو کر کہدیں مسیح ابن اللہ کے لفظ سے مراد خدائے مجسم ہے؟ بلکہ لفظ ابن اللہ سے نیکی اور اتقا کا کیا ذکر ہے۔ عام ایماندار کے معنے لینے بھی ضروری نہیں ایسے کہ بدکار بھی خدا کے بیٹے ہیں۔ یسعیاہ ۳۰ باب ۱۔ غرض ابن اللہ کے لفظ سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح خدائے مجسم تھے مزید توضیح کے لیے لکھتا ہوں۔ آیات ذیل پر غور کی نگاہ کرو۔

یوحنا کا پہلا خط ۳ باب دیکھو کیسی محبت باپ نے ہم سے کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلاویں۔ اے پیارو ہم خدا کے فرزند ہیں اور ہنوز ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھہ ہونگے پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم اسکی مانند ہونگے۔ اور **یوحنا** ۴ باب ۷ میں کہا ہے۔ ہر ایک جو محبت رکھتا ہے سو خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اور **یوحنا** کے پہلے خط ۳ باب ۹ میں ہے۔ ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا ہے گناہ نہیں کرتا کیونکہ اسکا تخم اسمیں رہتا ہے اور وہ گناہ نہیں کرسکتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے خدا کے فرزند اور شیطان کے فرزند ہیں۔ **طیطس** جو عام ایمان کی رو سے میرا فرزند حقیقی ہے۔ طیطس ۱ باب ۴۔ پیدائش ۶ باب ۲ خدا کے بیٹوں نے آدمیونکی بیٹیوں سے جو خوبصورت تھیں حسب پسند جوروئیں بنائیں۔ ان آیات صدر میں غور کرو کہیں ابن اللہ خدائے مجسم کے معنے دیتا ہے۔ نہیں نہیں۔

چوتھی دلیل

وہ معجزات اور کرشمے ہیں جو حضرت مسیح نے دکھلائے۔ مگر معجزات اور کرشموں سے بھی الوہیت مسیح کا اثبات صحیح نہیں کیونکہ معجزات مسیح میں بڑا اور عمدہ اور اعلی درجہ کا اعجاز مردوں کا زندہ کرنا۔ الا اسمیں بھی مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو

الیاس نے بھی مردوں کو زندہ کیا۔ ۱۔ سلاطین ۱۷ باب ۲۲۔ الیسع نے بھی مردونکو زندہ کیا۔ ۲۔ سلاطین ۴ باب ۳۵۔ الیشع مردہ کی لاش نے بھی مردہ کو زندہ کیا۔ ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱۔ خرقیل نے ہزاروں پُرانے مردونکو زندہ کیا۔ خرقیل ۳۷ باب ۱۰۔ موسیٰ اور ہارون نے لکڑی کا سانپ بنایا۔ خروج ۷ باب ۱۰۔ موسیٰ اور ہاروں نے گرد وغبار کو جوئیں بنایا خروج ۸ باب ۱۷۔ یہ سب لوگ چونکہ اسرائیلی ہیں پس حسب محاورہ و تصدیق خروج ۴ باب ۲۲۔ استثناء ۱۴ باب ۱ و ۲۳ باب ۱۹۔ خدا کے بیٹے بلکہ پہلوٹھے ہیں۔ اور انھوں نے مردونکو بھی زندہ کیا پس چاہیے کہ یہ لوگ بھی بدون خصوصیت مسیح مجسم خدا ہوں جیسحالت میں یہ لوگ ابن اللہ بمعنی خدائے مجسم نہوے باوجودیکہ انھوں نے مردوں کو بھی زندہ کیا پھر مسیح علیہ السلام کیونکر خدائے مجسم مانے گئے۔

دوسرا معجزہ۔ بیماروں کو اچھا کرنا۔ مگر الیسع نے نعمان سپہ سالار کو جو کوڑھی تھے اچھا کیا۔ ۲ سلاطین ۵ باب ۱۴۔ یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دیں۔ پیدایش ۴۶ باب ۴ و ۳۰

تیسرا معجزہ۔ تھوڑے سے کھانے کو اور شراب کو زیادہ کر دکھلانا۔ ایلیا نے مٹھی بھر آٹے کو اور تھوڑے تیل کو بڑھا دیا کہ وہ سال بھر تک تمام نہ ہوا۔ سلاطین ۱۷ باب ۱۲ سے ۱۶ تک الیسع نے بھی تیل کو برکت سے بڑھایا۔ ۲ سلاطین ۴ باب ۲-۶-

چوتھا معجزہ۔ بدون کشتی دریا پر چلنا۔ مگر یاد رہے موسیٰ نے سمندر کو ایسا لٹھ مارا کہ وہ پھٹ گیا اور ایسا کہ سیال پانی الگ الگ کھڑا رہ گیا۔ کہ ہزاروں بنی اسرائیل خشک سمندر سے پار ہوگئے اور فرعون کو داخل ہونے دبا لیا۔ خروج ۱۴ باب ۲۱ و ۲۲۔ یوشع نے یردن کو پایاب ہی نہیں کیا بلکہ سکھلا دیا۔ یوشع ۱۳ باب ۱۴۔ ایلیا الیسع نے بھی دریا کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ۲ سلاطین ۲ باب ۸ سے ۱۵ تک۔ بلکہ حضرت مسیح نے فرمایا میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا۔ اور انسے بڑے کام کریگا۔ اور فرمایا جو ایمان لائے انکے علامات معجزات ہوں گے۔ بلکہ عیسائیوں میں اگر رائی برابر بھی ایمان ہو تو مسیح سے زیادہ معجزے کرسکتے ہیں۔ جب مومن ایمان کے وسیلہ مسیح سے بھی بڑے بڑے کام کرسکتا ہے تو حضرت مسیح ان معجزات کے باعث کیونکر مجسم خدا ہوسکتے ہیں معجزات تو صرف ایمان سے بلکہ رائی کے برابر ایمان سے بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ خدا بننے یا صاحب معجزات کو خدا بنانے کی ضرورت نہیں۔ پادری صاحبان! حضرت مسیح نے فرمایا جھوٹھے نبی اور جھوٹے مسیح بھی کرامتیں دکھلائیں گے جسحالت میں جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح کرشمے اور عجائب و غرائب معجزات دکھلا سکتے ہیں تو حضرت مسیح ان عجائبات اور تماشوں سے کیونکر یقیناً خدا ہوگئے۔

غور سے سنو۔ پادری صاحبان ۔ انجیلی مذاق پر انجیل سے کوئی معجزہ مسیح سے ثابت نہیں کیونکہ معجزات میں پہلا معجزہ مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا ہے ۔ انجیلی محاورہ میں مردہ کا زندہ ہونا اگر تامل و فکر سے دیکھا جاوے تو کوئی بات مافوق العادت معلوم نہیں ہوتی ۔ کیونکہ لوقا ۱۰ باب ۲۷ میں ہے خدا کو سارے دل ساری جان سارے زور سے ساری سمجھ سے پیار کر اور پڑوسی کو جیسا اپنے ساتھ تو تو جیے گا ۔ لوقا ۱۵ باب ۲۴ ۔ ایک شخص کا بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا اور دور چلا گیا جب نادم ہو کے واپس آیا باپ نے خوشی کی اور کہا یہ مر گیا تھا اب جیا ہے یعنی کھو یا گیا تھا ۔ اب ملا ہے رومی کا خط ۶ باب ۱۰ وہ جو موا سو گناہ کی نسبت ایکبار موا پھر جو جیتا ہے خدا کی نسبت جیتا ہے ۔ ا قرنتی ۱۵ باب ۳۱ پولوس کہتا ہے میں ہر روز مرتا ہوں ۔ یوحنا ۸ باب ۵۲ اور ۶ باب ۴۷ ۔ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھے گا ۔ لوقا ۴ باب ۴ ۔ انسان روٹی سے نہیں خدا کی بات سے جیتا ہے آیات مذکورۃ الصدر سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مردہ ہونا انجیل میں گنہگار ہونے اور الگ ہونے پر بولا جاتا ہے پس کیا ممکن نہیں کہ ہم کہدیں جنکو مسیح نے زندہ کیا انکو اپنی پاک تعلیم سے نیک بنایا ۔ اور وہ جو الگ ہو گئے تھے انکو ساتھ ملایا ۔ اور ایسے استعارہ آمیز اور تخییلی زبان سب الہامی کتابوں میں پائی جاتی ہیں ۔ دوسرا معجزہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا ۔ یوحنا ۹ باب ۳۹ وے جو نہیں دیکھتے ہیں اور جو دیکھتے ہیں اندھے ہو جاویں یہاں بھی اندھا ہونا اور دیکھنا کیسے حقیقی معنوں میں بولا گیا ہے ۔ اور اس سے روحانی بصارت اور عمی مراد ہے تیسرا کھانا پڑھانا ۔ الا کھانا بھی انجیلی محاورہ میں کچھ اور ہی نظر آتا ہے ۔ یوحنا ۴ باب ۳۴ یسوع نے کہا میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی بجا لاؤں ۔ یوحنا ۶ باب ۴۸ ۔ مسیح کہتا ہے ۔ زندگی کی روٹی میں ہوں تمھارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا اور مر گئے ۔ روٹی جو آسمان سے اُتری ہے وہ ہے کہ کوئی آدمی اسے کھاوے تو نہ مرے ۔ میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اُتری اگر کوئی شخص اس روٹی کو کھاوے تو ابد تک جیتا رہے اور روٹی جو میں دوں گا ۔ وہ میرا گوشت جو میں جہان کی زندگی کے لیے دوں گا ۔

پانی کا محاورہ بھی قابل غور ہے ۔ یوحنا ۴ باب ۱۱ مسیح ایک عورت کو فرماتے ہیں اگر تو مجھ سے پانی مانگے تو میں جیتا پانی دیتا ۔ یوحنا ۷ باب ۳۷ ۔ اگر کوئی پیاسا ہو مجھ پاس آوے اور پیے جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اسکے بدن سے جیسے کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی ۔ نہر اور دریا کا محاورہ ۔ یرمیاہ ۲ باب ۱۳ انھوں نے مجھ جیتے پانی کو چھوڑ دیا ۔ یرمیاہ ۱۷ باب ۱۳ ۔ انھوں نے خدا کو جو آب حیات کا سوتا ہے ترک کیا ۔

پانچویں دلیل الوہیت مسیح پر۔ یوحنا ۸ باب ۲۳۔ تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اس جہان کے ہو میں اس جہان کا نہیں" اور اوپر سے خدا ہی ہے **جواب** مسیح کی اسمیں خصوصیت نہیں ہر ایک نیک اور صالح تارک الدنیا اوپر سے ہے اور نیچے سے دنیا کی طالب اور اہل دنیا اور بدکار ہیں۔ دیکھو۔ یوحنا ۱۵ باب ۱۹۔ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں پیار کرتی۔ لاکن اسلیے کہ تم دنیا کے نہیں۔ یوحنا ۱۷ باب ۱۴ اسلیے کہ جیسے میں دنیا کا نہیں وے بھی دنیا کے نہیں۔

چھٹی دلیل مسیح کی الوہیت پر۔ میں اور باپ دونوں ایک ہیں۔ یوحنا ۱۰ باب ۳۰۔ جب باپ سے اتحاد ہوا تو مسیح ذات میں خدا سے متحد ہوا۔ اسلیے ذات میں خدا ہوا **جواب** مطلق وحدت عیسائیوں کے نزدیک بھی صحیح نہیں کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں الگ الگ بھی ہیں پھر اس وحدت میں جو یوحنا ۱۰ باب ۳۰ میں مذکور ہے مسیح کی کوئی خصوصیت کیونکہ یوحنا ۱۷ باب ۱۲ میں حواریوں اور ان لوگوں کے لیے جو انکی کلام سے مسیح پر ایمان لاوینگے مسیح خدا کے آگے عرض کرتا ہے۔ کہ وے سب ایک ہوویں۔ جیسا کہ تو اے باپ مجھمیں اور میں تجھ میں ہم میں ایک ہوں اور یوحنا ۱۷ باب ۱۱ میں ہے اے قدوس باپ اپنے ہی نام سے انھیں جنھیں تو نے مجھے بخشا حفاظت سے رکھ تاکہ وے ہماری طرح ایک ہو جاویں۔ اور یوحنا کے پہلے خط ۱ باب ۵ خدا نور ہے۔ اور اسمیں تاریکی نہیں۔ اگر ہم کہیں کہ اسکے ساتھ شراکت رکھتے ہیں اور تاریکی میں چلتے ہیں تو جھوٹھ بولتے ہیں اور سچ پر عمل نہیں کرتے۔ پر اگر ہم نور میں چلیں جسطرح وہ نور میں ہے تو ہم ایکدوسرے کے ساتھ شراکت رکھتے ہیں۔ اور انجیل یوحنا ۱۰ باب ۳۴ یسوع نے انھیں جواب دیا کیا تمھاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مینے کہا تم خدا ہو جبکہ اسنے انہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا۔ کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے۔ کہ مینے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اگر میں باپ کے کام نہیں کرتا تو مجھپر ایمان مت لاو۔ اور یوحنا ۱۲ باب ۴۴ میں یسوع نے پکار کے کہا کہ وہ جو مجھپر ایمان لاتا ہے مجھپر نہیں۔ بلکہ اسپر جسنے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے۔ ان تمام آیات میں غور کرو جس وحدت اور اتحاد کے باعث عیسائیوں نے مسیح کو خدا کہا ہے ایسی وحدت مسیح کے سوا اور ایماندار مومنیں بھی موجود ہے گو مسیح میں بہ نسبت عام عیسائیوں اور حواریوں کے یہ اتحاد اعلیٰ درجہ کا ہو حاصل یہ ہے کہ یہ وحدت اور یکتائی صرف فرمانبرداری کی وجہ سے ہے نہ حقیقی اتحاد سے خود پولوس رسول کی کلام سے یہ بات ظاہر ہے۔ ۱۔ قرنتی ۶ باب ۱۵ کیا تم نہیں جانتے کہ تمھارے بدن مسیح کے اعضا ہیں۔ پس کیا میں مسیح کے اعضا لے کر کسبی کے اعضا بناؤں۔ ایسا نہ ہووے۔ کیا تمکو خبر نہیں کہ جو کوئی کسبی سے صحبت

کرتا ہے سو اُس سے ایک تن ہوا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ایسے دونوں ایک تن ہوں گے ۔ پر وہ جو خداوند سے ملا ہوا ہے سو اس کے ساتھ ایک روح ہوا ہے

ساتویں دلیل مسیح کی الوہیت پر۔ یوحنا ۔ ۱۴ باب ۹ جسنے مجھے دیکھا اُسنے باپ کو دیکھا کیونکہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ۔ **جواب** پادری صاحبان! اسمیں بھی حضرت مسیح کی خصوصیت نہیں کیونکہ اسے ۱۴ باب ۲۰ میں ہے۔ اس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھمیں اور میں تم میں **آیت ۲۰** سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جیسے مسیح عیسائیوں میں اور عیسائی مسیح میں ہیں ایسے ہی مسیح خدا میں اور خدا مسیح میں تھا ۔ علاوہ بریں جن آیات سے عیسائیوں نے استدلال کیا ہے انسے بظاہر ظرف کا مظروف ہونا اور اسی مظروف کا اسی ظرف کے بیے ظرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور عیسائی مذہب کے عقاید پر مسیح میں خدا اور جسم کے درمیان ظرف اور مظروف والا نسبت یا حلول والے علاقہ نہیں۔ **تیسرا جواب** یہ ہے کہ مسیح دنیا میں جسم کے لحاظ سے دیکھا گیا نہ روح کے لحاظ سے اور جسم کے اعتبار سے خدا دنیا میں آیا آخرت میں دیکھا نہیں جاتا ۔ پس مسیح کا یہ فرمانا کہ جسنے مجھے دیکھا اسنے باپ کو دیکھا اپنے ظاہری معنوں سے صحیح نہ ہوگا **چوتھا جواب** یوحنا ۔ ۱ باب ۱۲ میں لکھا ہے جو شخص ایمان لاوے وہ بھی مسیح اور خداوند میں ایک ہے پس چاہیے کہ مطابق اسکے ہر ایک عیسائی مسیح کی طرح خدائے مجسم ہو۔ **پانچواں جواب** ۲ قرنتی ۶ باب ۱۶ کہ تم زندہ خدا کی ہیکل ہو چنانچہ خدا نے کہا میں اُن میں رہونگا اور انمیں چلونگا ۔ پادری صاحبان! غور کرو۔ پولوس کے سارے مخاطب خدا کی ہیکل ہیں اور خدا انمیں ہے ۔ پس چاہیے وہ سارے خدائے مجسم ہوں پادری صاحبان! بات یہ ہے ۔ جو شخص کسی اپنے سے اعلی کیطرف منسوب ہوتا ہے مثلاً کسی کا نوکر یا ایلچی یا شاگرد یا چیلا یا رشتہ دار یا دوست ہوتا ہے تو اس نوکر ایلچی شاگرد چیلا رشتہ دار دوست کی تعظیم یا تحقیر یا محبت اسکے آقا یا اُستاد یا معزز رشتہ دار یا دوست کی طرف منسوب ہوگی اور یہی انجیلی محاورہ بھی ہے ۔ دیکھو متی ۱۰ باب ۴۰ جو کوئی تمکو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے جسنے مجھے بھیجا اور لوقا ۹ باب ۴۸ میں ہے جو کوئی اس لڑکے کو میرے نام پر قبول کرتا ہے ۔ وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے اسے قبول کرتا ہے ۔ جسنے مجھے بھیجا ۔ اور لوقا ۱۰ باب ۱۶ جو تمھاری سُنتا ہے میری سُنتا ہے اور جو تمکو رذیل جانتا ہے ۔ مجھے رذیل جانتا ہے ۔ اور جو کوئی مجھے رذیل جانتا ہے رذیل جانتا ہے اُسے جسنے مجھے بھیجا ۔ متی ۲۵ باب ۳۵ میں بھوکھا تھا ۔ تمنے مجھے کھانا کھلایا میں پیاسا تھا تمنے مجھے پانی پلایا ۔ میں پردیسی تھا تمنے مجھے گھر میں اُتارا میں ننگا تھا تمنے مجھے کپڑا پہنایا

میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ میں قید تھا تم میرے پاس آئے۔ یوحنا کا پہلا خط ۳ باب ۲۴ آیت نے صاف صاف ایسی شبہ انداز آیتوں کو خوب حل کیا۔ اور مسیح کو خدا کہنے یا سمجھنے والوں کی اصلاح کی جہاں کہا۔ جو اسکے حکموں پر عمل کرتا ہے وہ اسمیں اور وہ اسمیں رہتا ہے۔ اور اس سے جو اسنے ہمیں دی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم میں رہتا ہے۔ اور یوحنا کا پہلا خط ۴ باب ۱۳ میں ہے ہم اس میں رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔

آٹھویں دلیل مسیح کی الوہیت پر انکا بے باپ ہونا۔ یہ دلیل نہایت کمزور ہے اور ہرگز مدعا کے مثبت نہیں۔ کیونکہ آدم حسب نسب نامہ لوقا خدا کے بیٹے ہیں اور وہ جسمانی باپ نہیں رکھتے تھے اور حوا بھی بقول عام یہود اور عیسائیوں کے بے ما اور بے باپ پیدا ہوئی گو ہڈی اور گوشت کا محاورہ حسب کتب مقدسہ جیسا کہ پیدایش ۲۹ باب ۱۴ میں ہے کہ لابن نے یعقوب کو کہا۔ تو میری ہڈی اور گوشت ہے اور دیکھو۔ پیدایش ۲ باب ۲۳۔ قاضی ۹ باب ۲۔ ۲ سموئیل اور ملک صدق سالم حسب نامہ عبرانیان ، باب ۳ بے باپ اور ماں کے پیدا ہوئے۔ اگر مسیح بے باپ پیدا ہونے سے خدا مجسم ٹھیرتے ہیں تو لازم ہے کہ آدم اور حوا اور ملک صدق سب کے سب خدائے مجسم ہوں۔ خاکسار نے دیکھا ہے کہ بعض نہایت نادان عیسائیوں نے یہانتک غلو اور غلطی کھائی ہے کہ اس قرآن مجید سے جس کی صدہا آیتوں میں حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ ہائے افسوس اسی قرآن مجید سے حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا اور ابن اللہ ہونیکو ثابت کرنے بیٹھے ہیں۔ قرآن مجید کی اُن آیات میں سے جنمیں حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا ہونیکا ابطال و انکار کیا گیا ہے۔ یہ تین آیتیں سُن رکھو۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح بن مریم + لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة + ما المسیح بن مریم الا رسول + ہاں عجیب وغریب دماغ والے عیسائیوں نے قرآن کریم کی آیات ذیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر استدلال کیا ہے **پہلی آیة** و مریم بنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا سورہ تحریم آیة نمبر ۱۲ **دوسری آیة** انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمته القاها الی مریم و روح منه سورہ نساء نمبر ۱۷۱- ۲۲۶ پ

عیسائیوں کا ثبوت ان آیات میں حسب تسلیم اہل اسلام کے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی روح فرمایا ہے اور اللہ تعالے کی روح اللہ تعالے سے کم نہیں بلکہ عین خدا ہے **الجواب** عیسائیو! اگر ایسے دلائل سے کام چلانا ہے تو پھر یوں کہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی خدا ہیں معاذ اللہ کیونکہ قرآن مجید نے حضرت جبرئیل ؑ کی نسبت بھی اسیطرح روحنا کا کلمہ بولا ہے جسطرح سوال کی پہلی آیت میں حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی نسبت روحنا فرمایا غور کرو اس آیت پر

فَاتخذت من دونھم حجابًا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا س۱۶ مریم رکوع ۲ پس بنا لیا مریم نے اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پردہ تو بھیجدیا ہمنے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اسی کی طرف اپنی روح کو تب بنگئی وہ روح ہماری مریم کے سامنے پورے آدمی کی شکل پر۔ اگر اسمیں کسیکو وہم پڑے کہ یہاں بھی حضرت مسیح مراد ہیں تو اسکے ساتھ کی اور دو آیتیں پڑھ لے قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلامًا زکیّا۔ س۱۶ مریم۔ع ۲۔ تب کہا مریم نے میں الرحمٰن کی حمایت چاہتی ہوں تیرے مقابلہ میں اگر تو خدا کا خوف کرنے والا ہو کہا (اُسے خدا کی روح جبرئیل نے) میں تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اسلیے آیا ہوں کہ تجھے ایک اچھا بچہ دیجاوں (اسکی بشارة سے مراد ہے) + بلکہ چاہیے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سانس بھی جسکی نسبت خدا نے روحی فرمایا ہے خدا ہو فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین + س۱۴ س حجر۔ع ۴ بلکہ سب آدمیونکی ارواح خدا ہوں۔ کیونکہ قرآن مجید میں نسل آدم کی نسبت آیا ہے کہ ان کی روح خدا کی روح ہے ثمّ جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ثمّ سوّٰہ و نفخ فیہ من روحہ۔ پھر بنائی اولاد آدم کی ایسے خلاصہ سے جو سیال اور کمزور ہے پھر ٹھیک درست کیا اور پھونک دی اسمیں ایک روح جو اللہ کیطرف سے آئی +

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی کلام کسی شخص کے مُنہ سے کسیکو سنانے کے واسطے نکلتا ہے تو اس وقت ایک شخص اس کلام کا سنانے والا ہوا کرتا ہے اور دوسرا اُس کلام کا سننے والا بولنے والا اپنے کلام کے ایک معنی رکھتا ہے اور اُس کلام میں اسکے ایک معہود غرض ہے۔ وہ اسی معنے اور غرض کے واسطے اُس کلام کو بولتا ہے۔ مگر سننے والا اُس کلام کے معنی اور مطلب کو اپنے مذاق و اعتقاد پر ڈھالا کرتا ہے جو معنی متکلم کے مذاق اور مشن کے مناسب نہیں ہوا کرتے۔ اسیواسطے بولنے والے کو اپنے کلام کے معنی بتلانے پڑتے ہیں یا لائق اور منصف سننے والونکو اس متکلم کا مشن اور طرز ملحوظ رکھکر متکلم کے کلام کے معنے کرنے چاہییں۔ مثلاً جب سیدنا نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا لفظ لاالٰہ الّا اللہ یا بسم اللہ میں بولا تو اللہ تعالیٰ نے ہی جس کے الہام سے آپ نے یہ کلمہ توحید کا لوگونکو سنایا پھر آپ کو اپنے پاک الہام سے آگاہ فرمایا کہ تیرے مخاطب عیسائی ہیں جو مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ یا عرب کے مشرک جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ اللہ کے لفظ سے یقینًا وہ ایسا اللہ سمجھیں گے جو کہ باپ ہو بیٹا اور بیٹیاں رکھتا ہوا۔ یا تیرے مخاطب مجوسی ہوں گے جنکا یہ اعتقاد ہے کہ خدا و یزداں کا ایک دوسرا جوڑی بھی ہے جو کہ شر کا خالق ہے اور جسے اہرمن کہتے ہیں اور یزداں

ایسا ہی جس کے ماتحت ہزاروں رب النوع آسمانی روشن ستارے کام کرتے ہیں تو کہدے کہ میری مراد اللہ کے لفظ سے وہ چیز نہیں جسے تم اسکو کہتے ہو بلکہ اور چیز ہے۔ جیسے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ - سورۂ اخلاص

ناظرین! ایسا ہی روح کا لفظ تھا اس لفظ کو جب عیسائیوں نے سنا تو نگے اپنے مذاق و عقائد پر اسکے معنے بنانے۔ مگر ان کو مناسب تھا کہ قرآن کے مذاق اور مشن کو دیکھتے اور اسی کے مطابق و مذاق پر قرآن میں روح کے معنے کرتے۔ اگر ان سے اتنا نہ ہوسکا تو کم سے کم وہ اتنا تو کرتے کہ عربی زبان کے مطابق قرآنی لفظ روح کے معنے لیتے۔ کیونکہ قرآن کریم عربی میں نازل ہوا۔ پس ہم انکو بتاتے ہیں کہ قرآن میں لفظ روح کن کن معنوں پر بولا گیا ہے اور پھر بتا دینگے کہ عربی زبان میں اس لفظ کے اور کیا معنے ہیں۔ اس بیان سے بہتوں کو حیرت ہوگی کہ روح کی تحقیق میں لوگ کیسی کیسی غلطی میں پڑے ہیں اور بات کیسی صاف ہے۔

سنو! روح کا لفظ کلام الٰہی پر بولا گیا ہے اور اسی واسطے قرآن مجید کو روح کہا ہے ثبوت وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ، س ۲۵ - س شوریٰ - ۵۲ - اور اسیطرح وحی کی ہم نے تیری طرف ایک روح (قرآن) اپنے حکم سے - تجھے کیا خبر تھی کہ کتاب اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ - س نحل رکوع نمبر ا پ نمبر ۱۴- اُتارتا ہے فرشتے روح (کلام الٰہی) کے ساتھ اپنے حکم سے اپر جسپر اپنے بندوں سے چاہتا ہے اور اس کلام میں حکم دیتا ہے کہ ان مشرکوں کو سنا دو کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جو کامل صفات سے موصوف اور برائیوں سے منزہ ہو اور فرمانبرداری کا مستحق پس اسکے فرمانبردار بنے رہو۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا - سورہ بنی اسرائل - ۱۰۶ پ ۱۵ لوگ تجھسے پوچھتے ہیں کہ یہ قرآن کیا چیز ہے تو کہدے قرآن روح ہے تیرے رب کیطرف سے اور تم لوگ تو کم علم ہو کہ ایسی صریح بات نہیں سمجھتے۔ دوسرا محاورہ روح جبرئیل کو کہا ہے کیونکہ وہ کلام الٰہی کے لانیوالے ہیں جیسے فرمایا نَزَّلَ بِهِ

+ او مخاطب! تو کہدے! اصل بات تو یہ ہے کہ خود بخود ہستی جس کا نام اللہ ہے پوجنے کے لائق فرمانبرداری کا مستحق وہ ایک ہے اپنی ذات میں یکتا صفات میں بے ہمتا ترکیب و تعدد سے پاک وہ اصل مطلب مقصود بالذات بھروسہ کے قابل ہر کمال میں بڑھا ہوا جسکے اندر نہ کچھ جاوے کہ کھانے پینے کا محتاج ہے نہ اسکے اندر سے کچھ نکلے کہ کسی کا باپ بنے نہ وہ کسی کا باپ اور نہ بیٹا اسکے وجود میں اسکی بقا میں اسکی صفات میں اسکی ذات میں کوئی اسکا ہمتا اسکا جوڑی نہیں +

الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین۔ سورہ شعرٰی ۔۶۔۱۱ پ ۱۹ + فاتخذت
من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ
بالرحمٰن منک ان کنت تقیا۔ قال انما رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا
سورہ مریم ۔۶۔۳ پ ۱۶ قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق سورہ نحل ۔۶۔۱۳ پ ۱۴۔
تو کہہ دے اس قرآن کو) روح القدس (جبرئیل) لایا ہے تیرے رب کیطرف سے آہستہ آہستہ لایا ہے اور یہ قرآن
کامل راستبازی کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ کلام الٰہی کے لانیوالے اور کلام الٰہی بندوں
کو سمجھانیوالے تھے انکو بھی روح فرمایا جیسے فرمایا وکلمتہ القاھا الی مریم و روح منہ انسانی
سانس کو بھی قرآن کریم نے روح فرمایا ہے جیسے کہا ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء
مھین ثم سوّٰہ ونفخ فیہ من روحہ اور فرمایا فاذا سویتہ ونفخت فیہ من
روحی فقعوا لہ ساجدین + س حجر ۔۱۴۔ پس جب ٹھیک درست کر دوں میں اسکو اور پھونک
دوں اسمیں اپنی روح تو اسکے لیے گر پڑو سجدہ کرتے۔

عرب کی زبان میں بھی اسی نفس اور سانس کو روح کہا گیا۔ دیکھو ذوالرمہ عرب کے قدیم
شاعر کا قول ہے فقلت لہ ارفعھا الیک و احیھا + بروحک واجعل لھا اقیتۃ
قدرا + پس میں نے اسے کہدیا (اپنے ساتھ والے کو کہا) اس آگ کو اپنے منہ کیطرف اٹھالے + اور
اسے روشن زندہ کر اپنی پھونک سے اور اپنی پھونک کو اس آگ کیواسطے لکڑیاں بنا ہانڈی کیخاطر۔
تاج العروس شرح قاموس اللغۃ میں یہ شعر ذوالرمہ کا موجود ہے۔ دیکھو مادہ روح اور اسی روح
کے معنے کلام الٰہی وغیرہ وغیرہ لکھکر کہا ہے سمعت ابا الھیثم یقول الروح انما ھو
النفس الذی یتنفسہ الانسان وھو جار فی جمیع الجسد فاذا خرج لا یتنفس
بعد خروجہ فاذا تم خروجہ وبقی بعدہ شاخصاً نحوہ حتی یغمض
وھو بالفارسیۃ جان یذکر و یونث) انتھٰی۔ میں نے ابو الہیثم سے سنا فرماتے تھے
روح تو آدمی کی سانس ہی ہے اور وہ تمام بدن میں چلتی ہے اور جب نکل جاوے تو آنکھیں اسیطرف
کھلی رہ جاتی ہیں جب تک بند کی جاویں اسی کو فارسی زبان میں جان کہتے ہیں۔ مذکر کا لفظ ہے
(اور مونث بھی بولا جاتا ہے)۔ غالباً الروح عام جاندار کو اسی واسطے کہا ہے جہاں کہا ہے لا
تتخذ الروح غرضا بلکہ مقدسہ کتب میں بھی روح وسیع معنی رکھتا ہے۔ ہاں الٰہی روح
مقدسہ کتب میں وسیع معنی رکھتا ہے۔ چند ایسے معنی سنو جو اسمقام کے مناسب ہیں۔

اس ہوا کے معنے جو پانی پر چلتی ہے۔ "زمین ویران اور سنسان تھی اور گہراؤ کے
اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ پیدائش ۱ باب ۲۔ اس سانس کے

معنی جس سے آدمی زندہ ہوتا ہے۔ "جب میں تمھاری قبروں کو کھولوں گا اور تمھاری قبروں سے نکالوں گا تب تم جانوگے کہ خداوند میں ہوں"۔ جب میں اپنی روح تم میں رکھونگا اور تم جیوگے حزقیل ۳۷ باب ۱۴۔ **کلام الٰہی کے معنے** خداوند کی روح اسدن سے ہمیشہ داؤد پر اُترتی رہی۔ ۱سموئیل ۱۶ باب ۱۳۔ بلکہ بری روحونکو بھی خدا کی روح کہا ہے۔ جیسے لکھا ہے پر خداوند کی روح ساول پر سے چلی گئی اور خداوند کیطرف سے ایک بری روح اسے ستانے لگی ۱سموئیل ۱۶ باب ۱۴۔ رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے یا یوں کہیے کہ قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی روح فرمایا۔ سو جیسے بیان ہوچکا اتنے امر سے حضرت مسیح کا خدا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور قرآن مجید نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اور انسانی سانس کو بھی اپنی روح فرمایا ہے۔ بات یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالےٰ ہی کی مخلوق ہے۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اسکے خاص بندہ اور اسکے کلام کے پہونچانے والے تھے اسواسطے انکو اپنی روح فرمایا۔ ایسی اضافتیں ہر زبان میں عزت کے لیے ہوا کرتی ہیں جیسے حضرت صالح کی اونٹنی کو قرآن کریم ناقۃ اللہ۔ اللہ تعالےٰ کی اونٹنی فرماتا ہے اور اچھے بندوں کو عباد اللہ یعنی اپنے بندے فرماتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر جسقدر دلائل مینے سنے ہیں ان سب سے تعجب انگیز وہ دلیل ہے جو قرآنی لفظ کلمۃ سے عیسائیوں نے اخذ کی ہے۔ عیسائی کہتے ہیں جب حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا کلمہ ہوے تو خدا ہی ہوے۔ **الجواب** اگر قرآنی محاورہ سے کسی چیز کا کلمۃ اللہ ہونا اس چیز کے خدا ہونے کی دلیل ہے تو تمام کلمات آلہیہ کو چاہیے کہ خدا ہوں مثلاً قرآن مجید میں وارد ہے ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین اور ضرور پہلے ہوچکی بات ہماری ہمارے رسول بندوں کی نسبت۔ اب اسکی تفسیر سُنیے کہ وہ کلمہ کیسا ہے انھم لھم المنصورون۔ وان جندنا لھم الغالبون بیشک وہی اللہ کے رسول) ضرور اللہ تعالیٰ کے یہاں سے مدد دیے گئے ہیں اور بیشک ہمارا ہی لشکر (رسول اور ان کے سچے اتباع) ضرور وہی غالب ہیں۔ اور فرمایا والذین اتینٰھم الکتٰب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق فلا تکونن من الممترین۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم۔ پ ۲۳-۹۶ اور وہ جنکو دی ہمنے کتاب وہ جانتے ہیں بے شک یہ قرآن تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا۔ کامل صداقت اور حکمت کے ساتھ پس نہ ہوگا تو اے مخاطب یا نہ ہو جیو تو اے مخاطب منزدد۔ اور پورا ہو کلام تیرے رب کا سچائی اور انصاف میں کوئی بھی نہیں جو اسکے کلاموں کو بدلا دے اور وہ سنتا جانتا ہے۔ اور فرمایا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا

اور زیر کر دیا اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات کو اور زبردست اور پکی ہیں اللہ کی باتیں + کتب
عہد عتیق و جدید میں بھی کلمۃ اللہ کے معنے کلام خدا اور حکم خدا کے ہیں۔ سنو! لکلمۃ
الرب تثبت السموات وبروح فیہ جمیع جنودھا زبور ۳۳-۶۔ خداوند کے کلام
سے آسمان بنے اور اُن کے سارے لشکر اُسکے منہ کے دم سے + فلما کان فی تلک اللیلۃ
حلت کلمۃ اللہ علی ناثان النبی اخبار الایام کی پہلی کتاب ۱۷ باب ۳ + اسی رات کو ایسا
اتفاق ہوا کہ خداوند کا کلام ناثان نبی کو پہونچا + حلت کلمۃ الرب علی یوحنا بن ذکریا
فی البریۃ۔ لوقا ۳ باب ۲ + خدا کا کلام بیابان میں یحییٰ زکریا کے بیٹے کو پہونچا ترجمہ ۱۸۷۰ و ۱۸۴۴
اسی طرح کے بہت محاورات کتب سابقہ میں موجود ہیں اگر کوئی چیز کلمۃ اللہ ہونے سے
عین اللہ ہوسکتی ہے تو تمام وہ تامہ جملے جو انبیا علیہم السلام اور ان کے پاک اتباع کو
مکالمہ الٰہیہ اور مخاطبہ ربانیہ سے پہونچے چاہیے کہ وہ سب خدا ہوں اعاذنا اللہ اصل یہ
ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت آپکی والدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کو آپ کے
پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بشارت کا کلمہ اور آپ کے پیدا ہونیکی خبر دی تھی یا اسلیے
کہ آپ خاص حکم الٰہی سے صدیقہ مریم کو عطا ہوے آپکو کلمہ فرمایا۔ اب ہم اس گفتگو کو ایک
قرآنی رکوع کے بیان پر ختم کرتے ہیں۔ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و
رافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیمۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون
فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرۃ وما لھم من
ناصرین + واما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم اجورھم واللہ لا
یحب الظلمین + ذلک نتلوہ علیک من الایات والذکر الحکیم + ان مثل
عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون + الحق
من ربک فلا تکونن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک
من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین + ان ھذا لھو القصص
الحق وما من الہ الا اللہ وان اللہ لھو العزیز الحکیم + قل یا اھل الکتب
تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا
ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ط فان تولوا فقولوا اشھدوا
بانا مسلمون + جب کہا اللہ نے او عیسیٰ! بیشک میں تجھے مارنے والا ہوں اور اپنی طرف

طرف بلند کرنے والا اور ان منکروں سے پاک و صاف کرنے والا ہوں۔ اور کرتا رہوں گا تیرے اتباع کو تیرے منکروں کے اوپر قیامت تک پھر اے اتباع کا دعوی کرنے والو! تم سب کا مقدمہ میرے پیش ہوگا اور میں حکم کروں گا اور تمھارے درمیان فیصلہ کر دوں گا اس مسئلہ میں جسمیں تمکو باہم اختلاف ہے۔ تفسیر۔ مسیح علیہ السلام کے اتباع کے مدعی یا اہل اسلام ہیں یا مسیحی اور آپ کے منکروں میں اول درجہ کے منکر یہود ہیں جن کا اصلی ملک کنعان ہے اور جنکا کعبہ یروشلم دوم درجہ پر آپ کے منکر مجوسی اور تیسرے درجہ پر مجوس الہند۔ اعلیٰ اتباع اعلی منکروں پر حکمراں اور ادنی درجہ کے اتباع ادنی منکروں پر حکمراں ہو رہے ہیں۔ لاکن تیرے منکروں کو تو سخت عذاب دوں گا دنیا اور آخرت میں اور کوئی سلطنت اُنکی حامی نہ ہوگی بلکہ انکا کوئی حامی نہ ہوگا۔ اور مومن اور جنھوں نے اچھے عمل کیے پس انکو پورا اجر ملے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ پڑھتے ہیں تجھپر تیری نبوۃ کے نشانوں سے اور تذکرہ ہے حکمت والا اب اللہ وہ فیصلہ دیتا ہے جس کا اتباع کے باہم اختلاف میں وعدہ فرمایا تھا عیسی آدمی کیطرح ہے آدمی کو اللہ تعالی نے مٹی سے پیدا کیا پھر اسکو دوسرے تیسرے تولد نئی زندگی نبوت کے واسطے منتخب فرمایا اور وہ ایسے ہی ہو گئے۔ یہ ٹھیک دلیل یا بات ہے تیرے رب کیطرف سے (کہ حضرت مسیح میں بشریت سے بڑھکر کوئی بات نہ تھی معجزے عجائبات عمدہ تعلیم یہ باتیں انبیا میں ہوا کرتی ہیں حالانکہ وہ بشر ہوا کرتے ہیں) پھر کبھی نہ ہوگا تو او مخاطب یا کبھی نہ رہیو شک کرنے والا۔ اور اگر کوئی نادان اس دلیل کے بعد پھر بھی حجتیں کرے تو ایسے احمقوں سے یوں مقابلہ چاہیے کہ اُن سے مباہلہ کرلو اور کہو آؤ بلائیں اور لائیں اپنی اور تمھاری اولاد اور عورتیں تمھاری اور اپنی اور اپنے آدمی اور تمھارے پھر عاجزی سے دعا مانگیں کہ الٰہی لعنت ہو جھوٹھوں پر بے ریب یہ صاف اور عمدہ ٹھیک بیان ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی بھی فرمانبرداری کا مستحق نہیں اور اللہ وہی غالب ہے حکمتوں والا پھر اگر اسپر پیٹھ دیں تو جان لو اللہ ان مفسدوں کو خوب جانتا ہے تاکہ دے او کتاب والو آؤ ایسی بات کیطرف کہ ہمارے اور تمھارے درمیان ایک ہی ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کسی کے فرمانبردار نہ بنیے اور شریک نہ کریں اسکے ساتھ کسیکو۔ اور نہ بنائے بعض ہمارا بعض کو رب کہ خدا کیطرح اسکی فرمانبرداری اپنے ذمہ واجب جانے۔ اگر اس مسلم الطرفین بات کو بھی نہ مانو تو کہدو گواہ رہو ہم تو اسکے فرمانبردار ہیں مسلمان ہیں +

ایک ضروری اور عجیب یادداشت عام اور مسلم قاعدہ ہے کہ جس قدر کسی اثر کے قبول کرنے والی چیز کو کسی طاقتور اور اثر کرنیوالی چیز سے تعلق اور اتحاد ہو جاتا ہے۔ اسی قدر متاثر اور اثر کے لینے والی چیز مؤثر اور اثر کرنیوالی چیز کے الوان اوصاف سے متلون اور

اور موصوف ہوجاتی ہے ہوکون نہیں جانتا کہ لوہا جب تیز آگ میں ڈالا جاتا ہے تو آگ کے آثار اوصاف سے متاثر نہیں ہوجاتا مجھے یقین ہے کہ اگر لوہے کو اسوقت گویائی کی طاقت عطا ہوجاوے تو کہدے انا النار (میں آگ ہوں)۔ یا کسی منصف اور عادل حاکم کا دیانت دار اور اپنی نوکری میں چست و چالاک نوکر گورنمنٹ کے وقت اپنی گورنمنٹ کا ظلی طور کا نمونہ ہوتا۔ مجھے تو یقین ہے کہ ایسے ماتحت کی حکم عدولی اور اسکی بغاوت اسکی گورنمنٹ کی حکم عدولی ہے۔ **ایسا ہی** اللہ تعالےٰ کی مقدس اور بے حد طاقت جناب میں اگر کسی انسان کو تعلق اور اللہ تعالیٰ کی پاک جناب میں کسی سعادتمند کو اپنی قوت ایمان اور صالحہ اعمال کے باعث میل جول ہوجاتا ہے تو اسکو بقدر ایمان اور اعمال صالحہ کے عنایات ربانیہ سے ایسا فیض اور انعام حاصل ہوتا ہے کہ وہ شخص مظہر انوار و برکات اللہ بنجاتا ہے۔

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گرامی ذات کو حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کی معلی بارگاہ سے ایسا تقرب اور تعلق ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ کسی سے محبت کرتے ہیں تو صرف اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے باعث اور کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو صرف اللہ تعالےٰ کی ناراضی کے باعث انکی کمان الٰہی کمان سے وہ اتحاد رکھتی ہے کہ دونوں کمانوں کے دو قاب بجائے دو کے ایک ہی نظر آتی ہیں اور چونکہ عنایات ربانیہ کا مظہر ہونا کامل عبودیت اعلیٰ درجہ کے عجز و انکسار اور سچے اخلاص کے ساتھ استقامت و استقلال کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اور حضرات انبیاء کرام اور انکے جانشینان پاک اولیاء عظام کو صلوات اللہ وسلامہ الیٰ یوم القیام جو عبودیت و اخلاص و استقامت وغیرہ وغیرہ میں عامہ خلائق سے ممتاز اور کافہ انام سے بڑھکر خصوصیت رکھتے ہیں۔ اسیواسطے خاص خاص عنایات ایزدی کے مورد بنتے ہیں کہ انکی نسبت یہ کلمات سنائے جاتے ہیں ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یدیہ بے وہ لوگ جو تجھسے فرمانبرداری اور نیز اتباع کا معاہدہ کرتے وہ اللہ تعالےٰ سے معاہدہ کرتے ہیں۔ اور انکی بقدر عبودیت کے اس مکالمہ الٰہیہ اور مخاطبت ربانیہ کا نزول ہوتا ہے جسکو الہامی الہامات میں روح القدس اور وحی کہتے ہیں جیسے قرآن کریم میں آیا ہے۔ وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا یہی توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید تھی (ف) اور وہ تھی کا مضمون تھا جسکو عیسائی نسمجھکر شرک میں گرفتار ہوگئے اور نسمجھا کہ اللہ تعالےٰ جب اپنے پاک اشخاص انبیاء علیہم السلام کو دنیا کی ہدایت کیواسطے مبعوث فرماتا ہے تو جو کچھہ وہ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کا فرمایا ہوا کرتا ہے۔ انکا امر انکے کلام کا اتباع عین اللہ تعالیٰ کی اتباع ہوا کرتا ہے انکا اور انکے کلام کا ماننا عین اللہ تعالےٰ کا ماننا ہوجاتا ہے گویا وہ اور اللہ تعالےٰ اور کلام الٰہی تین ہیں مگر ایک ہیں اور جب کبھی انکی اتباع سے کوئی سعادتمند بقدر طاقت۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں پوری عبودیت کے ساتھ استقامت اور اخلاص سے نزول روح القدس کی لیاقت پیدا کرتا ہے تو الوہیت کاملہ اس بندہ کی عبودیت پر روح القدس کا فیضان فرماتی ہے۔ اللھم اجعلنی من الملھمین الصادقین ٭